

امام سفیان ثوری کو فی حرمۃ اللہ علیہ

(از مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور)

(۱)

نام و نسب | سفیان نام۔ ابو عبد اللہ کنیت۔ امیر المؤمنین فی الحدیث لقب عراق کے مشہور شہر کوفہ میں ۹۰ھ کو پیدا ہوئے۔ سن رشد کو پہنچتے ہی ان کی تعلیم شروع ہو گئی اور عنفوان شباب میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔ ولید بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے مکہ معظمہ میں لوگوں کو امام ثوری سے اس وقت فتوے پر چھتے دیکھا جب کہ ابھی ان کی داڑھی نہیں لگی تھی۔

آپ کا سلسلہ نسب قبیلہ مضر کے ایک شخص ثور بن عبد مناف بن ادر بن طابخہ تک پہنچتا ہے اسی کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ ثوری کہلائے۔

علم سے خاندانی تعلق | آپ کے والد سعید بن مسروق کوفہ کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کو ابراہیم تیمی، سلمہ بن کہیل، ابو دائل، اور امام شعبی جیسے کبار تابعین سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ امام علی اور امام سنانی اور امام الجرح والتعديل امام علی بن عیسیٰ نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں ان اباء کان من علماء کوفہ۔

آپ کی والدہ حوام سفیان کے نام سے مشہور تھیں کچھ زیادہ بڑھی بکھی تو نہ تھیں۔ البتہ صالح اور نیک بہت تھیں۔ علامہ ابن الجوزی نے انہیں "صفۃ الصفوة" میں کوفہ کی صالح بیبیوں میں شمار کیا ہے اور ان سے دو ایسے لفظ نقل کئے ہیں جو ہر زمانہ میں ہر ماں کو یاد رکھنے ضروری ہیں۔ اور اولاد کی تربیت میں انہیں مثل راہ بنانا لازم (۱) طابعلی کے زمانہ میں اپنے بڑے کے امام سفیان سے کہا "بیٹا علم حاصل کرو میں چھ حضرات کو ہمارے احقر یا پورے گرونی" (۲) "بیٹا! جب دس کلمات کچھ چکو تو دیکھو ان سے ہمارے کے کردار و گفتار اور علم و وقار میں کتنا اضافہ ہوا۔ اگر کچھ اضافہ نہیں ہوا تو سمجھ لو کہ وہ علم ہمارے لئے اگر ضرر رساں نہیں تو نفع بخش بھی نہیں ہے۔"

۱۔ صفۃ الصفوة لابن الجوزی ۱/۱۱۲ ۲۔ نسب کے متعلق پوری بحث انساب صحافی میں ہے ورق ۱۱۷ ۳۔ تہذیب التہذیب

۴۔ تذکرۃ الحفاظ ۱۹۲ ۵۔ صفۃ الصفوة ۱۱۶ جلد ۳۔

امام صاحب کے دو بھائی عمراور مبارک بھی تعلیم یافتہ تھے انہوں نے بھی امام صاحب کی طرح ابتدائی تعلیم گھر میں اپنے والد سعید سے پائی تھی۔

اساتذہ | اپنے والد کے علاوہ امام موصوف کو ایسے ایسے نامی گرامی چوٹی کے علماء سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا ہے جن کی صحبت نے آپ کو مس خام سے کندن بنا دیا تھا۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں آپ کی اساتذہ کی طویل فہرست دی ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ابو اسحاق شیبانی۔ ابو اسحاق یسعی۔ سلمہ بن کہیل۔ حبیب بن ابی ثابت۔ امام اعمش۔ عاصم حول۔ سلیمان ثبی۔ حمید طویل۔ عبد اللہ بن دینار۔ عمرو بن دینار۔ محمد بن منکدر۔ ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اساتذہ کی فہرست پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف نے تحصیل علم کے لئے تمام اسلامی ممالک مصر و شام، یمن و حجاز اور عراق و نجد کا سفر کیا۔ اور ہر ملک کے ممتاز اصحاب سے خوشہ چینی کی ہے یہ اسی کدو کاوش اور سعی و جہد کا نتیجہ ہے کہ آپ اپنے زمانہ میں آسمان علم پر آفتاب نصف النہار بن کر چمکے۔ ہزار ہا بندگان خدا کی سینوں کو نورِ علم سے منور کیا اور کچھ کچھ ہاگم گشتہ بادیہ ضلالت کو صراطِ مستقیم کی شاہراہ اعظم پر گامزن کیا۔

طلب علم کا اشتیاق | اگرچہ آپ عنفوانِ شباب میں علومِ مروجہ سے فارغ ہو چکے تھے اور تعلیم و تدیس کا کام شروع کر دیا تھا۔ تاہم نوجوانے **اطلبوا العلم من المہد الی المہد** حیاتِ متعار کے آخری لمحات تک بلا علم کی تلاش و جستجو میں لگے رہے۔ جہاں کسی ایسے صاحبِ علم کے متعلق معلوم ہوا کہ ان کی خدمت میں حاضری معذرات میں مزید اضافہ کی موجب ہوگی۔ تو آپ نے بلا جھجک ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہونے کی کوشش کی۔ اور اگر کسی مجبوری کی بنا پر ان کے پاس پہنچنا مشکل ہوا۔ تو انہیں اپنا عذر بیان کرتے ہوئے اپنے ہاں تشریف لانے کی دعوت دی۔ یا مام کے محدث عکرمہ بن عمار حج کو تشریف لائے تو آپ اطلاع پا کر اپنے تلمیذ رشید امام عبدالرحمان بن ہمدی کی معیت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث بیان کرنے کی التجا کی۔ شیخ نے درخواست منظور کرتے ہوئے بہت سی احادیث آپ کو سکھا دیں۔ آپ نے درخواست کی کہ حد ثنا یا سمعت جیسے دال بر نقل و الفاظ سے بیان کیجئے۔ تاکہ

لہ تہذیب ۱۵۰ جلد ۱۵ تہذیب التہذیب ۱۱۱ جلد ۱۱

انقطاع کا احتمال نہ رہے۔ آپ ایک دوسرے شیخ عمری سے پڑھنے لگے تو انہیں بھی ہر سر حدیث پر روکتے اور اصرار کرتے کہ ایسے الفاظ سے حدیث بیان کی جائے جو تلمیذ اور شیخ کی ملاقات اور سماع پر دلالت کریں۔ جیسے مسعت۔ حدثی وغیرہ۔ جب آپ اپنے آخری ایام میں امام خلیفہ ہندی کے خوف سے بصرہ میں روپوش تھے تو آپ نے وہاں کے محدث سلیمان بن منیر کو کھار مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس حدیث کا کچھ ایسا ذخیرہ موجود ہے جو میرے پاس نہیں ہے اور آپ جانتے ہیں کہ روپوشی کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے محروم ہوں۔ لہذا التماس یہ ہے کہ اگر آپ کو ناگوار نہ ہو تو میرے ہاں تشریف لائیں۔ اور ان احادیث کی تعلیم سے مجھے محظوظ فرمائیں۔ چنانچہ وہ تشریف لائے اور آپ نے ان سے سماع حدیث کیا۔ ایسے ہی آپ نے دوسرے کئی اہل علم کو دعوت دی اور ان سے کتب فیض کیا۔ جب آپ سے کوئی حدیث یا کوئی ایسا مسئلہ دریافت کیا جاتا جس کا علم نہ رکھتے تو یہ چیز آپ کو نہایت شاق گذرتی جب تک اس کی تحقیق نہ کر لیتے مین سے نہ بیٹھتے۔

حافظہ | حافظہ بلا کا پایا تھا آپ کے حفظ و لقان کی تمام آئمہ حدیث نے شہادت دی ہے۔ ان کا اپنا بیان ہے۔

ما استودعت قلبی شیئاً مخافنی فیہ
حتی انی لامر علی المحاکم یتغنی فاسد
اذنی مخافۃ ان احفظ ما یقول
جو چیز میں نے اپنے دل کے سپرد کی اس نے کبھی اس میں میری خیانت نہیں کی۔ بعض اوقات جب میں کسی گانے والے نوبت کے پاس گزرتا ہوں تو اس خوف اپنے کان بند کر لیتا ہوں کہ کہیں اس کی لغو باتیں میرے لوح حافظہ پر نقش نہ ہو جائیں۔

یحییٰ بن سعید قطان جو جرح و تعدیل کے بہت بڑے امام ہیں فرماتے ہیں میں نے امام ثوری سے زیادہ قوی حافظہ کوئی شخص نہیں دیکھا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ میرے دل میں جتنی محبت اور قدر امام شعبہ کی ہے دوسرے کسی کی نہیں۔ مگر جب سفیان ان کی مخالفت کریں تو میں امام سفیان کی بات کو ترجیح دیتا ہوں۔ امام شعبہ خود فرماتے ہیں جب امام ثوری کوئی حدیث مجھ سے مختلف بیان کرے تو ان کی بیان کردہ حدیث

۱۔ تقدیر ۷۱۱ ۲۔ ایف ۷۱۱ ۳۔ تذکرۃ الحفاظ ۱۹ جلد اول ۷۱۱ ۴۔ البدایہ والنہایہ ۱۳ ج ۱
۵۔ تقدیر الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۷۱۱ ۶۔ تقدیر الجرح والتعدیل ۷۱۱

زیادہ لائق اعتبار ہے۔

نیز فرمایا: جب کوئی شخص مجھے اپنے شیخ کی طرف سے کوئی حدیث بیان کرتا اور میں اس شیخ سے پوچھتا تو ضرور اس میں کچھ مخالفت پاتا۔ مگر امام سفیان کی بیان کردہ حدیث میں شیخ سے پوچھنے پر کوئی کمی و بیشی ثابت نہ ہوتی۔

امام نسائی فرماتے ہیں امام ثوری کا مقام اس سے کہیں بلند ہے کہ ان کے متعلق ثقہ اور قابل اعتبار کا لفظ استعمال کیا جائے۔ آپ ان آئمہ حدیث میں سے ہیں جن کو ائمہ ثقات نے اہل ورع اور اہل تقویٰ کی پیشوائی کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

امام بحلی قطان کا بیان ہے میں نے اٹھارہ انیس سال کے بعد امام ثوری سے عمر بن مرہ کی حدیث بیان کرنے کے لئے کہا فرماتے تھے ایک دفعہ پہلے قسم سے بیان کر چکا ہوں۔ امام وہب قوت حفظ میں امام ثوری کو امام مالک پر مقدم سمجھتے تھے۔

ایک دفعہ آپ مدینہ کے مشہور محدث ہشام بن عروہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث بیان کرنے کے لئے کہا۔ شیخ نے آپ کی درخواست کو شرف پذیرائی بخشا اور دیر تک احادیث بیان کرتے رہے جب بیان کر چکے تو امام صاحب نے کہا اگر اجازت ہو تو میں یہ حدیث آپ کو سنا دوں؛ شیخ نے کہا سنائیے! اس پر آپ نے وہ تمام احادیث زبانی سنا دیں اور ایک حرف میں بھی کمی بیشی نہیں ہونے دی۔ فارغ ہو کر آپ باہر چلے آئے پھر شیخ نے طلبہ حدیث کو اندر آنے کی اجازت دی اور سبق شروع ہو گیا۔ جب شیخ کوئی حدیث بیان کرتے تو طلبہ اس حدیث کے لکھانے پر اصرار کرتے۔ شیخ فرماتے جیسے ہمارے رفیق سفیان ثوری زبانی یاد کرتے ہیں ویسے تم بھی زبانی یاد رکھنے کی کوشش کرو۔ سب طلبہ بیک زبان بولے ہم میں ان جیسی قوت یادداشت کہاں؛ لہذا لکھنے پر مجبور ہیں۔

امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ جب کوئی شخص امام ثوری کی مخالفت کرے تو امام ثوری کی بات کو ترجیح ہوگی۔

امام اوزاعی کہتے ہیں امام ثوری کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس کی صحت حدیث اور پسندیدہ اطوار

۱۷ تقدیرتہ الجرح والتعديل ص ۶۳ ۱۸ ایضاً ص ۶۴ ۱۹ تہذیب التہذیب ص ۱۱ جلد ۱۱ ۲۰ تقدیرتہ الجرح ص ۶۴

۲۱ ایضاً ص ۶۳ ۲۲ تاریخ بغداد و تہذیب ص ۱۶۳ ۲۳ تہذیب الاسماء واللغات ص ۲۲

پر تمام امت کا اجماع ہو۔

فراسٹ | آپ کو فراسٹ اور دانشمندی سے بھی حصہ وافر ملا تھا جس چیز کے متعلق اندازہ فرماتے تھے عموماً آپ کا اندازہ صحیح ثابت ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ طلب حدیث کے سلسلہ میں اسماعیل بن ابی خالد کے پاس گئے ہوئے تھے۔ یحییٰ بن سعید قطان بھی ان کے پاس تحصیل علم میں مصروف تھے انہیں کہنے لگے آؤ! میں تمہیں شیخ کی دس ایسی احادیث بیان کرتا ہوں جو تم نے ان سے نہیں سنی۔ یہی کہتے ہیں پھر آپ نے آٹھ وہ احادیث بیان کیں جو میں نے واقعی شیخ سے نہیں سنی تھیں۔ اور آپ کا اندازہ صحیح ثابت ہوا۔ فریبانی کا بیان ہے ہم متعدد طلباء حدیث تعلیم کے سلسلہ میں کوثر آئے ہوئے تھے اور ایک مکان میں اکٹھے رہتے تھے ایک دن آپ ہمارے ہاں تشریف لائے نماز کا وقت آیا تو ہم نے وضو کرنے کے لئے کنویں سے پانی کا ٹوا بھر کر دیا۔ پانی کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ فرمانے لگے اس پانی کا رنگ خراب کیوں ہے؟ ہم نے عرض کیا جب سے ہم اس مکان میں آئے ہیں اس کا رنگ ایسا ہی ہے۔ فرمانے لگے اس کے قریبی چاروں طرف کے کنوؤں سے ایک ایک ڈول بھر لاؤ۔ ہم فوراً ملحقہ مشرقی، مغربی، شمالی اور جنوبی کنوؤں سے پانی کا ایک ایک ڈول بھر لائے۔ وہ پانی صاف اور نہتر ہوا تھا۔ دیکھ کر فرمانے لگے تمہارے اس کنویں میں ضرور کچھ نقص ہے ہم نے کھود کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بیت الخلاء کی نالی کا پانی رس رس کر اس میں شامل ہو رہا ہے۔ آپ نے پوچھا آپ لوگ اس مکان میں کتنے عرصہ سے رہتے ہیں۔ ہم نے کہا عرصہ چار سال سے ہم یہاں مقیم ہیں۔ فرمایا چار سال کی نمازیں مغرب و فجر کی سنتوں اور وتر سمیت قضا کرو۔

عبدالرحمان بن مہدی فرماتے ہیں میں آپ سے حماد بن زید کی احادیث کے متعلق مذاکرہ کرتا تھا۔ اور ان کا نام نہیں بتاتا تھا جب حماد آتے تو آپ ان سے ان احادیث کے متعلق سوال کرتے۔ یعنی آپ معلوم کر لیتے کہ یہ احادیث انہیں کی ہیں۔ حماد سن کر متعجب ہوتے اور آپ کی فطانت اور فراسٹ کی داد دیتے تھے۔

علم و فضل | علم و فضل کا وہاں اس دور کے مخالف و موافق سب اہل علم نے مانا ہے۔ آپ کا شمار ان محدثین و چند ہستیوں میں ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی کرم بخشی فرمائی۔ اور علم و ادب کا انہیں وہ اونچا مقام بخشا۔

۱۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۹۱ مقدمہ ص ۱۷۷ غالباً غایت ورع کی بنا پر ایسا فرمایا۔

۲۔ اللہ اعلم ص ۱۷۷ مقدمہ ص ۱۷۷۔

جوان کے ددہ کی پوری آبادی میں بہت کم لوگوں کے حصہ میں آیا ہے۔ بڑے بڑے ائمہ حدیث آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔

حجاز کے محدث اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام ابن عینیہ کہتے ہیں میں امام سفیان ثوری کا غلام بے دام ہوں۔ میں نے ان سے بڑھ کر حلال و حرام کا علم رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ علم ان کی آنکھوں کجا منے حاضر رہتا ہے اس سے جو چاہتے ہیں لے لیتے ہیں۔ اور جو چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ بعد اللہ بن مبارک کا بیان ہے میں نے روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو علم میں ان سے بڑھا ہوا ہو جس نے گیارہ سو شیوخ سے استفادہ کیا مگر کسی کو ان سے افضل نہیں پایا۔

شام کے محدث اور نامی فقیہ امام اوراعی نے عبد اللہ بن یزید کو لکھا آپ کا وہ مکتوب ملا جس میں آپ نے علم کے مٹ جانے اور علماء کے ختم ہو جانے کی شکایت کی ہے اگر آپ کو علماء کے اٹھ جائیگا آج احاس ہوا ہے تو آپ کی غفلت کا کیا کہنا؟ جناب من علما کو ختم ہوئے تو مدنی بیت چکی ہیں۔ مختلف ممالک میں جو بچے کچھ باقی تھے انہیں بھی آنکھیں بند کئے ہوئے کئی سال ہوئے۔ آج روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں رہا جو سب کے نزدیک پسندیدہ ہو صحت حدیث اور نور علم میں سب امت کا اس پر اتفاق ہو اور اگر کوئی ہے تو وہ فقط کوفہ میں رہنے والے سفیان ثوری ہیں۔ استاذ الائمہ حضرت امام مالک فرماتے ہیں پہلے عراقی لوگ ہمارے پاس کپڑے اور درہم دو دنیا بھیجا کرتے تھے اب ہمارے بیٹے وہاں امام سفیان ثوری کی بدولت علم کا شیریں چشمہ بھی ابل پڑا ہے۔

دستِ علم کا یہ حال تھا کہ آپ سے استفادہ کرنے والے بجا طور پر محسوس کرتے تھے کہ بڑے بڑے شیوخ پر علم میں آپ کا پد بھاری ہے۔ دینی اور پچیدہ مسائل کی جس طرح آپ عقدہ کشائی کرتے تھے دوسرے اس سے عاجز تھے۔

یونس بن عیینہ کہتے ہیں میں نے کوئی عالم سفیان ثوری سے بہتر نہیں دیکھا کسی نے کہا آپ عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر، اور مجاہد جیسے کبار تابعین اور اساطین علم کی خدمت میں رہے ہیں اور پھر یہ فرمایا رہے ہیں؟ بولے بخدا! جو میں کہہ رہا ہوں صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں نے امام سفیان ثوری سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا۔

۱۔ تہذیب الاسماء ۲۳۳ ۲۔ تاریخ بغداد ۱۶ جلد ۹ ۳۔ تقدیرہ ۵۶ ۴۔ الہدایہ والنہایہ ۱۳ جلد ۱۰

۵۔ تقدیرہ الخرج والتدریل ۵۵ ۶۔ تہذیب التہذیب ۱۱ جلد ۸ ۷۔ تہذیب الاسماء والصفات ۲۲۲ ج ۱

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں جب میں کسی مغلق اور دقیق مسئلہ کے حل سے عاجز آجاتا ہوں تو امام سفیان ثوری کی طرف رجوع کرتا ہوں وہ اسے اس خوبی سے حل فرماتے ہیں کہ میں محسوس کرتا ہوں جیسے میں نے ایک بحرنا پیداکنار میں غوطہ لگایا ہے یہ

تفسیر قرآن حکیم کی تفسیر بیان کرنے میں بھی آپ یکتائے روزگار تھے۔ فرمایا کرتے تھے مناسک حج اور قرآن کریم کی تفسیر مجھے سیکھو۔ مجھے اس میں کامل دسترس حاصل ہے یہ

آپ کے شاگرد و رشید امام عبدالرحمان بن ہمدی کا بیان ہے کہ آپ عموماً قرآن حکیم ہاتھ میں لے لیتے اور ایک ایک آیت کی تفسیر بیان کرتے جاتے اکثر دقیق مقامات میں مجھ سے پوچھتے اس کے متعلق کچھ جانتے ہو؟ جب میں نفی میں جواب دیتا تو فرماتے ایسے مقام کو ضائع کر رہے ہو کہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے امام صاحب کی تفسیر میں ایک مستقل تصنیف بھی ہے۔ جس کا ذکر حافظ ابن حجر نے ہی فتح الباری میں کیا ہے اس کتاب میں آپ نے آیات کی تفسیر میں مرفوع احادیث بھی ذکر کی ہیں مگر زیادہ تر صحابہ میں سے حضرات خلفاء اربعہ۔ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، ابوہریرہ، حضرت عائشہ، ام سلمہ اور تابعین میں سے مجاہد، طاؤس، عکرمہ، سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، حسن بصری اور عبدالرحمان بن ابی یعلیٰ وغیرہ کے اقوال نقل کئے ہیں۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اس کتاب کا ایک ناقص نسخہ کتب خانہ رام پور میں موجود ہے۔

رام پور کے مولانا انبیاز علی عرشی نے امام صاحب کے حالات اور ان کی تفسیر کے اس نسخہ کے متعلق عربی میں ایک پر مغز مضمون سپرد قلم فرمایا ہے جو دوسرے علمی مقالات سمیت حیدرآباد سے المباحث العلمیہ کے نام سے طبع ہوا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ رام پور کے کتب خانے میں اس تفسیر کا ایک نسخہ موجود ہے جو اول اور آخر سے ناقص ہے۔ شروع سے سورہ بقرہ کا کچھ حصہ غائب ہے اور آخر سے سورہ النجم سے لے کر وہائس تک نہیں ہے۔ سورتوں کی ترتیب مصحف عثمانی (یعنی موجودہ قرآن) کے مطابق ہے لیکن درمیان سے سورہ محمد اور سورہ الدخان کی تفسیر رو گئی ہے۔ غالباً ان دونوں کی تفسیر میں امام صاحب کے پاس کوئی قابل ذکر مواد نہیں تھا۔ آیات کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے مولانا نے طبع کرنے کی غرض سے اس کی تصحیح اور ترتیب فرمایا ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ طبعیت کی نوبت آئی یا نہیں بہر حال یہ تابعین کے زمانہ

لے مقدمہ ۴۵۵ ۴۵۶ ایف ۴۵۷ ۴۵۸ ایف ۴۵۹ ۴۶۰ ایف ۴۶۱ ۴۶۲ ایف ۴۶۳ ۴۶۴ ایف ۴۶۵ ۴۶۶ ایف ۴۶۷ ۴۶۸ ایف ۴۶۹ ۴۷۰ ایف ۴۷۱ ۴۷۲ ایف ۴۷۳ ۴۷۴ ایف ۴۷۵ ۴۷۶ ایف ۴۷۷ ۴۷۸ ایف ۴۷۹ ۴۸۰ ایف ۴۸۱ ۴۸۲ ایف ۴۸۳ ۴۸۴ ایف ۴۸۵ ۴۸۶ ایف ۴۸۷ ۴۸۸ ایف ۴۸۹ ۴۹۰ ایف ۴۹۱ ۴۹۲ ایف ۴۹۳ ۴۹۴ ایف ۴۹۵ ۴۹۶ ایف ۴۹۷ ۴۹۸ ایف ۴۹۹ ۵۰۰ ایف ۵۰۱ ۵۰۲ ایف ۵۰۳ ۵۰۴ ایف ۵۰۵ ۵۰۶ ایف ۵۰۷ ۵۰۸ ایف ۵۰۹ ۵۱۰ ایف ۵۱۱ ۵۱۲ ایف ۵۱۳ ۵۱۴ ایف ۵۱۵ ۵۱۶ ایف ۵۱۷ ۵۱۸ ایف ۵۱۹ ۵۲۰ ایف ۵۲۱ ۵۲۲ ایف ۵۲۳ ۵۲۴ ایف ۵۲۵ ۵۲۶ ایف ۵۲۷ ۵۲۸ ایف ۵۲۹ ۵۳۰ ایف ۵۳۱ ۵۳۲ ایف ۵۳۳ ۵۳۴ ایف ۵۳۵ ۵۳۶ ایف ۵۳۷ ۵۳۸ ایف ۵۳۹ ۵۴۰ ایف ۵۴۱ ۵۴۲ ایف ۵۴۳ ۵۴۴ ایف ۵۴۵ ۵۴۶ ایف ۵۴۷ ۵۴۸ ایف ۵۴۹ ۵۵۰ ایف ۵۵۱ ۵۵۲ ایف ۵۵۳ ۵۵۴ ایف ۵۵۵ ۵۵۶ ایف ۵۵۷ ۵۵۸ ایف ۵۵۹ ۵۶۰ ایف ۵۶۱ ۵۶۲ ایف ۵۶۳ ۵۶۴ ایف ۵۶۵ ۵۶۶ ایف ۵۶۷ ۵۶۸ ایف ۵۶۹ ۵۷۰ ایف ۵۷۱ ۵۷۲ ایف ۵۷۳ ۵۷۴ ایف ۵۷۵ ۵۷۶ ایف ۵۷۷ ۵۷۸ ایف ۵۷۹ ۵۸۰ ایف ۵۸۱ ۵۸۲ ایف ۵۸۳ ۵۸۴ ایف ۵۸۵ ۵۸۶ ایف ۵۸۷ ۵۸۸ ایف ۵۸۹ ۵۹۰ ایف ۵۹۱ ۵۹۲ ایف ۵۹۳ ۵۹۴ ایف ۵۹۵ ۵۹۶ ایف ۵۹۷ ۵۹۸ ایف ۵۹۹ ۶۰۰ ایف ۶۰۱ ۶۰۲ ایف ۶۰۳ ۶۰۴ ایف ۶۰۵ ۶۰۶ ایف ۶۰۷ ۶۰۸ ایف ۶۰۹ ۶۱۰ ایف ۶۱۱ ۶۱۲ ایف ۶۱۳ ۶۱۴ ایف ۶۱۵ ۶۱۶ ایف ۶۱۷ ۶۱۸ ایف ۶۱۹ ۶۲۰ ایف ۶۲۱ ۶۲۲ ایف ۶۲۳ ۶۲۴ ایف ۶۲۵ ۶۲۶ ایف ۶۲۷ ۶۲۸ ایف ۶۲۹ ۶۳۰ ایف ۶۳۱ ۶۳۲ ایف ۶۳۳ ۶۳۴ ایف ۶۳۵ ۶۳۶ ایف ۶۳۷ ۶۳۸ ایف ۶۳۹ ۶۴۰ ایف ۶۴۱ ۶۴۲ ایف ۶۴۳ ۶۴۴ ایف ۶۴۵ ۶۴۶ ایف ۶۴۷ ۶۴۸ ایف ۶۴۹ ۶۵۰ ایف ۶۵۱ ۶۵۲ ایف ۶۵۳ ۶۵۴ ایف ۶۵۵ ۶۵۶ ایف ۶۵۷ ۶۵۸ ایف ۶۵۹ ۶۶۰ ایف ۶۶۱ ۶۶۲ ایف ۶۶۳ ۶۶۴ ایف ۶۶۵ ۶۶۶ ایف ۶۶۷ ۶۶۸ ایف ۶۶۹ ۶۷۰ ایف ۶۷۱ ۶۷۲ ایف ۶۷۳ ۶۷۴ ایف ۶۷۵ ۶۷۶ ایف ۶۷۷ ۶۷۸ ایف ۶۷۹ ۶۸۰ ایف ۶۸۱ ۶۸۲ ایف ۶۸۳ ۶۸۴ ایف ۶۸۵ ۶۸۶ ایف ۶۸۷ ۶۸۸ ایف ۶۸۹ ۶۹۰ ایف ۶۹۱ ۶۹۲ ایف ۶۹۳ ۶۹۴ ایف ۶۹۵ ۶۹۶ ایف ۶۹۷ ۶۹۸ ایف ۶۹۹ ۷۰۰ ایف ۷۰۱ ۷۰۲ ایف ۷۰۳ ۷۰۴ ایف ۷۰۵ ۷۰۶ ایف ۷۰۷ ۷۰۸ ایف ۷۰۹ ۷۱۰ ایف ۷۱۱ ۷۱۲ ایف ۷۱۳ ۷۱۴ ایف ۷۱۵ ۷۱۶ ایف ۷۱۷ ۷۱۸ ایف ۷۱۹ ۷۲۰ ایف ۷۲۱ ۷۲۲ ایف ۷۲۳ ۷۲۴ ایف ۷۲۵ ۷۲۶ ایف ۷۲۷ ۷۲۸ ایف ۷۲۹ ۷۳۰ ایف ۷۳۱ ۷۳۲ ایف ۷۳۳ ۷۳۴ ایف ۷۳۵ ۷۳۶ ایف ۷۳۷ ۷۳۸ ایف ۷۳۹ ۷۴۰ ایف ۷۴۱ ۷۴۲ ایف ۷۴۳ ۷۴۴ ایف ۷۴۵ ۷۴۶ ایف ۷۴۷ ۷۴۸ ایف ۷۴۹ ۷۵۰ ایف ۷۵۱ ۷۵۲ ایف ۷۵۳ ۷۵۴ ایف ۷۵۵ ۷۵۶ ایف ۷۵۷ ۷۵۸ ایف ۷۵۹ ۷۶۰ ایف ۷۶۱ ۷۶۲ ایف ۷۶۳ ۷۶۴ ایف ۷۶۵ ۷۶۶ ایف ۷۶۷ ۷۶۸ ایف ۷۶۹ ۷۷۰ ایف ۷۷۱ ۷۷۲ ایف ۷۷۳ ۷۷۴ ایف ۷۷۵ ۷۷۶ ایف ۷۷۷ ۷۷۸ ایف ۷۷۹ ۷۸۰ ایف ۷۸۱ ۷۸۲ ایف ۷۸۳ ۷۸۴ ایف ۷۸۵ ۷۸۶ ایف ۷۸۷ ۷۸۸ ایف ۷۸۹ ۷۹۰ ایف ۷۹۱ ۷۹۲ ایف ۷۹۳ ۷۹۴ ایف ۷۹۵ ۷۹۶ ایف ۷۹۷ ۷۹۸ ایف ۷۹۹ ۸۰۰ ایف ۸۰۱ ۸۰۲ ایف ۸۰۳ ۸۰۴ ایف ۸۰۵ ۸۰۶ ایف ۸۰۷ ۸۰۸ ایف ۸۰۹ ۸۱۰ ایف ۸۱۱ ۸۱۲ ایف ۸۱۳ ۸۱۴ ایف ۸۱۵ ۸۱۶ ایف ۸۱۷ ۸۱۸ ایف ۸۱۹ ۸۲۰ ایف ۸۲۱ ۸۲۲ ایف ۸۲۳ ۸۲۴ ایف ۸۲۵ ۸۲۶ ایف ۸۲۷ ۸۲۸ ایف ۸۲۹ ۸۳۰ ایف ۸۳۱ ۸۳۲ ایف ۸۳۳ ۸۳۴ ایف ۸۳۵ ۸۳۶ ایف ۸۳۷ ۸۳۸ ایف ۸۳۹ ۸۴۰ ایف ۸۴۱ ۸۴۲ ایف ۸۴۳ ۸۴۴ ایف ۸۴۵ ۸۴۶ ایف ۸۴۷ ۸۴۸ ایف ۸۴۹ ۸۵۰ ایف ۸۵۱ ۸۵۲ ایف ۸۵۳ ۸۵۴ ایف ۸۵۵ ۸۵۶ ایف ۸۵۷ ۸۵۸ ایف ۸۵۹ ۸۶۰ ایف ۸۶۱ ۸۶۲ ایف ۸۶۳ ۸۶۴ ایف ۸۶۵ ۸۶۶ ایف ۸۶۷ ۸۶۸ ایف ۸۶۹ ۸۷۰ ایف ۸۷۱ ۸۷۲ ایف ۸۷۳ ۸۷۴ ایف ۸۷۵ ۸۷۶ ایف ۸۷۷ ۸۷۸ ایف ۸۷۹ ۸۸۰ ایف ۸۸۱ ۸۸۲ ایف ۸۸۳ ۸۸۴ ایف ۸۸۵ ۸۸۶ ایف ۸۸۷ ۸۸۸ ایف ۸۸۹ ۸۹۰ ایف ۸۹۱ ۸۹۲ ایف ۸۹۳ ۸۹۴ ایف ۸۹۵ ۸۹۶ ایف ۸۹۷ ۸۹۸ ایف ۸۹۹ ۹۰۰ ایف ۹۰۱ ۹۰۲ ایف ۹۰۳ ۹۰۴ ایف ۹۰۵ ۹۰۶ ایف ۹۰۷ ۹۰۸ ایف ۹۰۹ ۹۱۰ ایف ۹۱۱ ۹۱۲ ایف ۹۱۳ ۹۱۴ ایف ۹۱۵ ۹۱۶ ایف ۹۱۷ ۹۱۸ ایف ۹۱۹ ۹۲۰ ایف ۹۲۱ ۹۲۲ ایف ۹۲۳ ۹۲۴ ایف ۹۲۵ ۹۲۶ ایف ۹۲۷ ۹۲۸ ایف ۹۲۹ ۹۳۰ ایف ۹۳۱ ۹۳۲ ایف ۹۳۳ ۹۳۴ ایف ۹۳۵ ۹۳۶ ایف ۹۳۷ ۹۳۸ ایف ۹۳۹ ۹۴۰ ایف ۹۴۱ ۹۴۲ ایف ۹۴۳ ۹۴۴ ایف ۹۴۵ ۹۴۶ ایف ۹۴۷ ۹۴۸ ایف ۹۴۹ ۹۵۰ ایف ۹۵۱ ۹۵۲ ایف ۹۵۳ ۹۵۴ ایف ۹۵۵ ۹۵۶ ایف ۹۵۷ ۹۵۸ ایف ۹۵۹ ۹۶۰ ایف ۹۶۱ ۹۶۲ ایف ۹۶۳ ۹۶۴ ایف ۹۶۵ ۹۶۶ ایف ۹۶۷ ۹۶۸ ایف ۹۶۹ ۹۷۰ ایف ۹۷۱ ۹۷۲ ایف ۹۷۳ ۹۷۴ ایف ۹۷۵ ۹۷۶ ایف ۹۷۷ ۹۷۸ ایف ۹۷۹ ۹۸۰ ایف ۹۸۱ ۹۸۲ ایف ۹۸۳ ۹۸۴ ایف ۹۸۵ ۹۸۶ ایف ۹۸۷ ۹۸۸ ایف ۹۸۹ ۹۹۰ ایف ۹۹۱ ۹۹۲ ایف ۹۹۳ ۹۹۴ ایف ۹۹۵ ۹۹۶ ایف ۹۹۷ ۹۹۸ ایف ۹۹۹ ۱۰۰۰ ایف ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ایف ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ایف ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ایف ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ایف ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ایف ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ایف ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ایف ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ایف ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ایف ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ایف ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ایف ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ایف ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ایف ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ایف ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ایف ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ایف ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ایف ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ایف ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ایف ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ایف ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ایف ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ایف ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ایف ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ایف ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ایف ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ایف ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ایف ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ایف ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ایف ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ایف ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ایف ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ایف ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ایف ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ایف ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ایف ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ایف ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ایف ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ایف ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ایف ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ایف ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ایف ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ایف ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ایف ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ایف ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ایف ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ایف ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ایف ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ایف ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ایف ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ایف ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ایف ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ایف ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ایف ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ایف ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ایف ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ایف ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ایف ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ایف ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ایف ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ایف ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ایف ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ایف ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ایف ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ایف ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ایف ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ایف ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ایف ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ایف ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ایف ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ایف ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ایف ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ایف ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ایف ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ایف ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ایف ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ایف ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ایف ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ایف ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ایف ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ایف ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ایف ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ایف ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ایف ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ایف ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ایف ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ایف ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ایف ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ایف ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ایف ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ایف ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ایف ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ایف ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ایف ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ایف ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ایف ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ایف ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ایف ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ایف ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ایف ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ایف ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ایف ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ایف ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ایف ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ایف ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ایف ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ایف ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ایف ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ایف ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ایف ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ایف ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ایف ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ایف ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ایف ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ایف ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ایف ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ایف ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ایف ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ایف ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ایف ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ایف ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ایف ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ایف ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ایف ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ایف ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ایف ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ایف ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ایف ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ایف ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ایف ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ایف ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ایف ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ایف ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ایف ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ایف ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ایف ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ایف ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ایف ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ایف ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ایف ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ایف ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ایف ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ایف ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ایف ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ایف ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ایف ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ایف ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ایف ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ایف ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ایف ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ایف ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ایف ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ایف ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ایف ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ایف ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ایف ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ایف ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ایف ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ایف ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ایف ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ایف ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ایف ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ایف ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ایف ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ایف ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ایف ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ایف ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ایف ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ایف ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ایف ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ایف ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ایف ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ایف ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ایف ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ایف ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ایف ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ایف ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ایف ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ایف ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ایف ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ایف ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ایف ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ایف ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ایف ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ایف ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ایف ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ایف ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ایف ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ایف ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ایف ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ایف ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ایف ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ایف ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ایف ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ایف ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ایف ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ایف ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ایف ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ایف ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ایف ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ایف ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ایف ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ایف ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ایف ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ایف ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ایف ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ایف ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ایف ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ایف ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ایف ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ایف ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ایف ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ایف ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ایف ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ایف ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ایف ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ایف ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ایف ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ایف ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ایف ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ایف ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ایف ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ایف ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ایف ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ایف ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ایف ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ایف ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ایف ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ایف ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ایف ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ایف ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ایف ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ایف ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ایف ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ایف ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ایف ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ایف ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ایف ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ایف ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ایف ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ایف ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ایف ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ایف ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ایف ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ایف ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ایف ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ایف ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ایف ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ایف ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ایف ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ایف ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ایف ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ایف ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ایف ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ایف ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ایف ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ایف ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ایف ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ایف ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ایف ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ایف ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ایف ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ایف ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ایف ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ایف ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ایف ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ایف ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ایف ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ایف ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ایف ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ایف ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ایف ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ایف ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ایف ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ایف ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ایف ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ایف ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ایف ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ایف ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ایف ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ایف ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ایف ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ایف ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ایف ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ایف ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ایف ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ایف ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ایف ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ایف ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ایف ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ایف ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ایف ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ایف ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ایف ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ایف ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ایف ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ایف ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ایف ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ایف ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ایف ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ایف ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ایف ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ایف ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ایف ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ایف ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ایف ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ایف ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ایف ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ایف ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ایف ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ایف ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ایف ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ایف ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ایف ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ایف ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ایف ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ایف ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ایف ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ایف ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ایف ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ایف ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ایف ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ایف ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ایف ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ایف ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ایف ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ایف ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ایف ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ایف ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ایف ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ایف ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ایف ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ایف ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ایف ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ایف ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ایف ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ایف ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ایف ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ایف ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ایف ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ایف ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ایف ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ایف ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ایف ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ایف ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ایف ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ایف ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ایف ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ایف ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ایف ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ایف ۱۷۰۱ ۱۷۰۲

کی قدیم ترین کتاب ہے۔ علم تفسیر میں اس سے پرانی کوئی کتاب نہیں اس کی طباعت یقیناً خیر و برکت اور علم میں بیش قیمت اضافہ کا موجب ہوگی۔

امام صاحب نے اسی کتاب میں حضرت عبداللہ بن عباس سے یوں احاد ہر نو یعیہ اہل سنت کی تفسیر بقول احاد ہر ایش ہر سال نقل کی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے نفرت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اسے سیکھتے تھے اور حسب ضرورت محبوں کی آسانی کے لئے ان کی زبان میں قرآن حکیم کی تفسیر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

علم حدیث | حدیث آپ کا مخصوص فن ہے اس میں آپ کو وہ درک حاصل تھا کہ آپ باتفاق شیوخ حدیث "امید المؤمنین فی الحدیث" کے متنازعہ سے سرفراز تھے۔ حدیث سے محبت اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ فکر آخرت میں کمال استغراق کی وجہ سے دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ اور کوئی آپ سے کلام کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ تو طلبہ حدیث کسی حدیث کا تذکرہ چھیڑ دیتے۔ یہ سن کر امام صاحب چونک پڑتے تمام خشوع اور وجد ختم ہو جاتا اور آپ حدیث کا تذکرہ کرنا کہ حدیث بیان کرنے میں مصروف ہو جاتے۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں۔ اکثر آپ قرأت قرآن اور غار میں مشغول رہتے تھے۔ جب حدیث کا ذکر آ جاتا تو تمام مصروفیتیں چھوڑ کر تعلیم حدیث کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

علم حدیث میں آپ کے معلومات نہایت وسیع اور مطالعہ بہت گہرا تھا۔ علم میں مزید اضافہ کرنے کے لئے آپ کے پاس گرانقدر اور نہایت بیش قیمت کتب خانہ موجود تھا۔ ایک دفعہ جان کی ہلاکت اور کتب خانہ کے لٹ جانے کا خطرہ پیدا ہوا تو آپ نے اپنے گھر کا کنواں کھڑکی کے بارہ اوڑھی سے بھر دیا۔ پھر اپنی کتابیں صندوقوں میں بند کر کے اس میں دفن کر دیں جب ذرا کچھ اطمینان ہوا تو اپنے شاگرد ابو عبد الرحمن عاری اور یزید بن ثور کو ان کے نگالنے کا حکم دیا ابو عبد الرحمن کا بیان ہے کہ ہم نے کتابوں سے بھرے ہوئے نو صندوق کنویں سے باہر نکالے۔ ہر ایک صندوق سینہ کے برابر تھا۔

جب آپ مجلس درس میں احادیث بیان کرنا شروع کرتے تو علم کے دریا بہا تے۔ حاضرین سمجھتے کہ انہوں نے سب کچھ بیان کر دیا ہے۔ اب ان کے پاس کچھ نہیں بچا لیکن جب دوسری مجلس میں بیان کرنے

لے تقدم ۶۵ ۶۴ ایض ۶۵ ایض ۶۵

گئے تو محسوس ہوتا کہ انہوں نے ابھی کچھ کہا ہی نہیں

امام ابو خنیفہ فرماتے ہیں اگر سفیان، ابراہیم نخعی اور دیگر اہل تابعین کے زمانہ میں ہوتے۔ تو وہ لوگ استغاثہ علم حدیث میں ان کے محتاج ہوتے

علی بن مدینی فرماتے ہیں اسناد حدیث کا مدار چھ ائمہ حدیث پر ہے۔ امام زہری، عمر بن دینار، قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، ابواسحاق اور اعش بھران چھ اماموں کا علم اہل کوفہ میں سے امام سفیان کے پاس جمع ہو گیا ہے

جرح و تعدیل میں درجہ امامت | احادیث کی تصحیح و تضعیف اور روایات کی جرح و تعدیل میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ بڑے بڑے ائمہ اور شیوخ حدیث اس فن کے دقیق مسائل حل کرنے کے لئے آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اس ضمن میں چند واقعات سے اس کا اندازہ ہو سکے گا۔

(۱) یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں میں نے آپ سے حماد کی حدیث عن ابراہیم قال الرجل یتزوج المجوسینہ کے متعلق دریافت کیا تو کوئی دن تک ٹالتے رہے پھر میرے بار بار اصرار کرنے پر فرمایا یہ حدیث مجھے حماد سے جابر جفی نے بیان کی ہے تم اس سے کیا امید رکھتے ہو؟ یعنی جابر ناقابل اعتماد ہے۔ اسی جابر کے متعلق فرماتے ہیں میں نے اس سے تقریباً تیس ہزار احادیث سنی ہیں لیکن اگر کوئی مجھے کثیر مال بھی دے تو میں ان میں سے ایک حدیث بھی بیان کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں

(۲) زائدہ اور حسین بن عیاش کا بیان ہے۔ ہم امام اعش کے حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے وہ جو احادیث ہمیں بیان کرتے ہم رات کے وقت امام سفیان کو سنا دیتے تھے آپ بعض بعض روایات کے متعلق فرماتے یہ اعش کی حدیث نہیں ہے۔ ہم عرض کرتے انہوں نے آج ہی ہمیں بیان کی ہے۔ آپ فرماتے یقین نہیں آتا۔ تو ان سے جا کر پوچھ لو۔ ہم جا کر پوچھتے وہ تسلیم کرتے کہ امام سفیان نے ٹھیک کہا ہے یہ ہماری حدیث نہیں ہے یعنی اعش بعض وقت تدریس کرتے تھے اور اپنے شیخ کا نام چھوڑ کر شیخ کا نام لے لیتے تھے۔ امام صاحب کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اعش نے جس شیخ کا نام لیا ہے یہ روایت ان سے بالواسطہ لی ہے۔ خود ان سے نہیں سنی۔ چنانچہ دریافت کرنے پر امام اعش آپ کی تصدیق فرماتے

(۳) عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں میں نے آپ سے پوچھا عباد بن کثیر کے زہد و ورع سے تو آپ واقف ہی

۱۵ مقدمہ ۱۱۵ ۱۶ تاریخ بغداد ۱۶۹ جلد ۹ ۱۷ مقدمہ ۱۱۵ ۱۸ مقدمہ ۱۱۵ ۱۹ مقدمہ ۱۱۵ ۲۰ مقدمہ ۱۱۵ ۲۱ مقدمہ ۱۱۵ ۲۲ مقدمہ ۱۱۵ ۲۳ مقدمہ ۱۱۵ ۲۴ مقدمہ ۱۱۵ ۲۵ مقدمہ ۱۱۵ ۲۶ مقدمہ ۱۱۵ ۲۷ مقدمہ ۱۱۵ ۲۸ مقدمہ ۱۱۵ ۲۹ مقدمہ ۱۱۵ ۳۰ مقدمہ ۱۱۵ ۳۱ مقدمہ ۱۱۵ ۳۲ مقدمہ ۱۱۵ ۳۳ مقدمہ ۱۱۵ ۳۴ مقدمہ ۱۱۵ ۳۵ مقدمہ ۱۱۵ ۳۶ مقدمہ ۱۱۵ ۳۷ مقدمہ ۱۱۵ ۳۸ مقدمہ ۱۱۵ ۳۹ مقدمہ ۱۱۵ ۴۰ مقدمہ ۱۱۵ ۴۱ مقدمہ ۱۱۵ ۴۲ مقدمہ ۱۱۵ ۴۳ مقدمہ ۱۱۵ ۴۴ مقدمہ ۱۱۵ ۴۵ مقدمہ ۱۱۵ ۴۶ مقدمہ ۱۱۵ ۴۷ مقدمہ ۱۱۵ ۴۸ مقدمہ ۱۱۵ ۴۹ مقدمہ ۱۱۵ ۵۰ مقدمہ ۱۱۵ ۵۱ مقدمہ ۱۱۵ ۵۲ مقدمہ ۱۱۵ ۵۳ مقدمہ ۱۱۵ ۵۴ مقدمہ ۱۱۵ ۵۵ مقدمہ ۱۱۵ ۵۶ مقدمہ ۱۱۵ ۵۷ مقدمہ ۱۱۵ ۵۸ مقدمہ ۱۱۵ ۵۹ مقدمہ ۱۱۵ ۶۰ مقدمہ ۱۱۵ ۶۱ مقدمہ ۱۱۵ ۶۲ مقدمہ ۱۱۵ ۶۳ مقدمہ ۱۱۵ ۶۴ مقدمہ ۱۱۵ ۶۵ مقدمہ ۱۱۵ ۶۶ مقدمہ ۱۱۵ ۶۷ مقدمہ ۱۱۵ ۶۸ مقدمہ ۱۱۵ ۶۹ مقدمہ ۱۱۵ ۷۰ مقدمہ ۱۱۵ ۷۱ مقدمہ ۱۱۵ ۷۲ مقدمہ ۱۱۵ ۷۳ مقدمہ ۱۱۵ ۷۴ مقدمہ ۱۱۵ ۷۵ مقدمہ ۱۱۵ ۷۶ مقدمہ ۱۱۵ ۷۷ مقدمہ ۱۱۵ ۷۸ مقدمہ ۱۱۵ ۷۹ مقدمہ ۱۱۵ ۸۰ مقدمہ ۱۱۵ ۸۱ مقدمہ ۱۱۵ ۸۲ مقدمہ ۱۱۵ ۸۳ مقدمہ ۱۱۵ ۸۴ مقدمہ ۱۱۵ ۸۵ مقدمہ ۱۱۵ ۸۶ مقدمہ ۱۱۵ ۸۷ مقدمہ ۱۱۵ ۸۸ مقدمہ ۱۱۵ ۸۹ مقدمہ ۱۱۵ ۹۰ مقدمہ ۱۱۵ ۹۱ مقدمہ ۱۱۵ ۹۲ مقدمہ ۱۱۵ ۹۳ مقدمہ ۱۱۵ ۹۴ مقدمہ ۱۱۵ ۹۵ مقدمہ ۱۱۵ ۹۶ مقدمہ ۱۱۵ ۹۷ مقدمہ ۱۱۵ ۹۸ مقدمہ ۱۱۵ ۹۹ مقدمہ ۱۱۵ ۱۰۰ مقدمہ ۱۱۵

۱۵ مقدمہ ۱۱۵ ۱۶ تاریخ بغداد ۱۶۹ جلد ۹

ہیں لیکن جب وہ حدیث بیان کرتا ہے تو امر عظیم کا ارتکاب کرتا ہے۔ یعنی بے اصل احادیث سناتا ہے۔
کیا میں لوگوں سے کہوں کہ وہ اس سے احادیث نہ لیں۔ فرمایا ہاں ہاں ضرور کہو، امام عبد اللہ کہتے تھے اس
کے بعد جب کسی مجلس میں عباد کا ذکر چھڑتا تو میں اس کے توبہ اور عبادت گذاری کی تعریف کرتا لیکن حاضرین
مجلس کو اس سے حدیثیں حاصل کرنے سے منع کرتا تھا۔

(۴) کسی نے معلیٰ رازی سے عباد بن کثیر کے انا و محمد بن سعید کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے کہ عیسیٰ بن یونس
نے مجھے بتایا ہے کہ میں اس کے مکان پر گیا تو معلوم ہوا کہ امام سفیان اس سے مصروف گفتگو میں جب باہر نکلے
تو میں نے ان سے پوچھا اس کا کیا حال ہے؟ فرماتے لگے یہ کذاب ہے۔

(۵) فرمایا کرتے تھے اسماعیل بن خالد، عبد الملک بن ابی سلیمان عزرمی اور یحییٰ بن سعید انصاری تمام لوگوں
کے حافظ ہیں۔ اور سلیمان بنی، عاصم حول اور داؤد بن ابی ہند اہل بصرہ کے حافظ ہیں۔ ان تینوں میں عاصم
زیادہ قوی الحافظ ہیں۔ یہیں سلم بن کھیل نے حدیث بیان کی وہ علم کا رکھن ہیں۔ حبیب بن ابی ثابت سے بھی
ہم نے حدیث لی ہے۔ وہ علم حدیث کا ستون ہیں۔

(۶) عثمان بن زائدہ کہتے ہیں۔ میں نے امام صاحب سے پوچھا میں آپ کے بعد کس کی صحبت اختیار کروں؟
بولے میں کسی کو نہیں جانتا۔ میں نے عرض کی خدا کے لئے کسی کا نام بتائیے؟ فرمایا زائدہ بن قدامہ، ابو بکر
بن عیاش اور سفیان بن عیینہ ان تینوں سے حدیث لکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے
میں نے آپ سے پوچھا میں کس سے سماع حدیث کروں؟ فرمایا زائدہ اور سفیان بن عیینہ سے میں نے کہا
ابو بکر بن عیاش کیسے ہیں؟ بولے اگر نفیسر لکھنا چاہتے ہو تو ان سے لکھو۔

(۷) جہان بن ابی عمر عطار کہتے ہیں میں مسجد حرام میں آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ قریب سے عبد الوہاب بن مجاہد گذرا
تو آپ فرماتے لگے یہ کذاب ہے۔

(۸) محمد بن کثیر عبدی کا بیان ہے میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے کوئی حدیث بیان کی ایک شخص
بوللا فلاں شخص نے مجھے اس کے خلاف بیان کی ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ کہنے لگا ابو حنیفہؒ؟ فرمایا
احلتی حل غیور ملی یعنی تم نے مجھے (حدیث میں) ایک ناوار اور مفلس شخص کے حوالے کیا ہے؟

۱۷ مقدمہ ص ۱۳۱ ۱۸ ایضاً ص ۱۷۷ ۱۹ مقدمہ ص ۱۷۷ ۲۰ مقدمہ ص ۱۷۷ ۲۱ مقدمہ ص ۱۷۷ ۲۲ مقدمہ ص ۱۷۷

سفیان علم کا بحرِ مواج تھے۔

جرح و تعدیل کے چوٹی کے امام حضرت یحییٰ بن سعید قطان، امام سفیان کو نہ صرف حدیث، فقہ اور زہد میں بلکہ جملہ خصائلِ خیر میں امام دارالہجرت حضرت امام مالک پر مقدم سمجھتے ہیں۔
پیشوا یا نِ مذاہب اربعہ کے چوتھے رکن حضرت امام احمد فرماتے ہیں میرے دل میں امام سفیان سے پہلے کسی کا درجہ و مقام نہیں ہے۔

حضرت امام شعبہ اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ درحقیقت اصحابِ مذاہب تین ہی ہیں۔ جبرائیل حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے زمانہ میں حضرت امام شعبہؒ اپنے زمانہ میں اور حضرت امام سفیانؒ اپنے وقت میں۔

”سفیانی“ مسلک کے عدم شیوع کی وجہ فقہ و حدیث میں مجتہدانہ بصیرت اور تفوق کے باوجود ان کا مسلک دوسرے مذاہب کے دوش بدوش زندہ نہیں رہ سکا۔ اس کی تین وجوہ معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) مصر کے شہرِ زمانہ محدث اور فقیہ امام لیث بن سعدؒ اور شام کے رئیس المحدثین و الفقہاء حضرت امام ابو جعفر و عبدالرحمان افدالیؒ کی طرح ان کے تلامذہ نے ان کے مذہب کو مدون نہیں کیا (۲) خود امام سفیان نے دوسرے آئمہ کی طرح اپنے مسلک پر کوئی قابلِ ذکر تصنیف نہیں چھوڑی (۳) ان کے بعد ان کے مسلک کی تدریس و تصنیفاً نشر و اشاعت کی طرف پوری توجہ مبذول نہیں کی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ چوتھی صدی ہجری کے بعد ان کا مسلک ختم ہو گیا۔ اور اس کی جگہ مذاہبِ آئمہ اربعہ نے لے لی۔ اب دنیا کے کسی خطہ میں ”سفیانی“ موجود نہیں ہیں۔ اور نہ ان کی فقہ کی کوئی مستقل کتاب ملتی ہے۔ ہاں جامع ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں ان کے اجتہادات اور فتاویٰ کے نمونے بکثرت مل جاتے ہیں۔

حسابِ دانی | آپ کو علمِ حساب میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی اکثر اس فن کی بحیثیت گنتیاں سلجھانے کے لئے لوگ آپ کی خدمات حاصل کرتے تھے اور آپ کے فیصلہ کو حرفِ آخر سمجھا جاتا تھا ذیل کے واقعات اس پر شاہد ہیں ایک دفعہ آپ کے شیخ امام ابو اسحاق سبعیؒ کو غوارِ زمِ شہر میں واقع اپنی جائیداد کی وراثت تقسیم کرنے میں الجھن پیش آئی تو انہوں نے آپ کو شہرِ رے میں مدعو کیا۔ اور تقسیمِ وراثت کا کام آپ کے سپرد کیا جب فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ کو اس کی اجرت بھی دی۔ محمد بن ہیران کہتے ہیں۔ شہرِ رے میں ایک مشہور

۱۷۵ تقدیر ۱۷۶ تاریخ بغداد ۱۷۷ ۱۷۸ تذکرہ ص ۱۹ ۱۷۹ البدایہ والنہایہ ۱۸۰ ۱۸۱ تقدیر ۱۸۲

حساب دان حجاج نامی رہتا تھا۔ وہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے علم حساب کا ایک لائسل مسئلہ پیش کیا۔ آپ سن کر بولے تم نے یہ مسئلہ کہاں سے لیا۔ اس کو رسے میں رہنے والے حجاج نام ایک شخص کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ بولا جناب! میں ہی حجاج ہوں یہ سن کر آپ نے خوش آمدید کہا اور اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ پھر اس سے حساب کے دس مسئلے پوچھے جب وہ جواب دے چکا تو آپ نے فرمایا تم نے ان تمام سوالات کے جوابات غلط دیئے ہیں۔

ایک دفعہ امام ابو اسحاق سبعی نے اپنے تلامذہ سے تقسیم میراث کے متعلق ایک سوال پوچھا جسے حل کرنے سب عاجز رہے۔ شیخ فرمانے لگے نوجوان ثوری اسے حل کرے گا۔ یہ کہا ہی تھا کہ اتفاق سے ثوری بھی آگئے شیخ نے ان سے مخاطب ہو کر وہی سوال دہرایا بولے آپ نے اس مسئلہ میں حضرت علیؑ کا فلاں قول بیان فرمایا تھا اور الاغشؑ نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے اور فلان صاحب کی یہ رائے ہے شیخ نے تلامذہ سے کہا یوں حل کیا کرتے ہیں۔ اس طرح محنت اور توجہ سے کیوں کام نہیں لیتے۔

اعتقادی مسلک | اگرچہ آپ کو ابن ندیم وغیرہ نے زیدی شیعوں میں شمار کیا ہے مگر ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ امام صاحب پہلے تشیع کی طرف ضرور مائل تھے لیکن جب بصرہ پہنچ کر امام ایوب سختیانیؒ اور ابن ہونؒ وغیرہ محدثین عظام سے علم حدیث سیکھا تو آپ نے یہ مسلک چھوڑ کر مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی مسلک تشیع سے امام صاحب کا رجوع ذکر کیا ہے۔

واضح رہے آپ کے شیعہ ہونے کا وہ مطلب نہیں جو آج کل شیعہ کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے بلکہ اس وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؑ سے افضل سمجھتا تھا جو عثمانی کہلاتا تھا۔ دوسرا گروہ اس کے برعکس حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ پر ترجیح دیتا تھا۔ یہ گروہ شیعہ کہلاتا تھا۔ اور عراق کا مشہور شہر کوفہ ان کا مرکز تھا۔ ظاہر ہے، اس دور میں اس خیال کے لوگ قدرتا وہاں زیادہ ہی ہوں گے۔ پس کوفہ کی فضا سے تاثر۔ نیز شاید یہ اس وجہ سے بھی ہو کہ بقول زید یہ امام ثوری، زید بن علیؑ جن کی طرف زیدی منسوب ہیں، شاگرد بھی تھے۔ اس بنا پر آپ ابتدا میں حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ پر ترجیح دیتے تھے چنانچہ ایک سوال کے جواب میں آپ نے اس کی تصریح بھی کر دی ہے طبقات حنفیہ میں نقوی لکھتے ہیں۔

۱۵۷۸ھ تقریر ۱۵۷۸ھ تاریخ بغداد ۱۶ جلد ۹۷۸ھ المنتخب من ذیل المذیل فی اخبار اصحابہ والتابعین

ابن جریر طبری ملحقہ تاریخ طبری طبع مصر جلد ۸ ۱۵۷۸ھ منهاج السنۃ ج ۲ ص ۴۴

ایک دفعہ کسی نے آپ سے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے متعلق پوچھا تو فرمایا: اہل بصرہ حضرت عثمانؓ کو افضل سمجھتے ہیں۔ اہل کوفہ حضرت علیؓ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ کہا گیا آپ کی کیا رائے ہے؟
 بولے میں بھی کوفہ کا رہنے والا ہوں۔

اندسٹل مرة عن عثمان وعلي فقال
 اهل البصرة يقولون بتفضيل عثمان و
 اهل الكوفة بتفضيل علي قيل له فانت
 قال انا واهل كوفي

لیکن تحصیل حدیث کے بعد آپ نے اس تزیح سے رجوع اختیار کر لیا۔ اور عام اہل حدیث کی طرح حضرت عثمانؓ کی فضیلت کے قائل ہو گئے۔ آپ کے تشیع ”چھوڑ کر اہل حدیث ہونے کا یہی مطلب ہے ورنہ کتب حدیث، کتب فقہ اور ان کی شروح پر عبور رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ موجودہ متعارف شیعہ مذہب سے ان کا کبھی کسی قسم کا تعلق نہیں رہا ہے۔ آپ اہل سنت کے متفق علیہ امام ہیں اور اسی ملک کی نشر و اشاعت میں آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ گزرا ہے بلکہ جہاں تک صدیق اکبرؓ کی افضلیت کا تعلق ہے اس میں تو آپ کا صاف صاف فتوہ ہے

من قدام علیا علی ابی بکر ما ادری
 ان یسعد له عمل
 یعنی جو کوئی حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ پر مقدم جانے
 اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ عقائد کے سلسلے میں ان کا ایک جامع بیان ذیل میں درج کر دیں۔ جو آپ نے اپنے ایک شاگرد کو دکھوایا تھا۔ حافظ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں۔

”فحیی بن جریر نے امام سفیان سے کہا۔ سنت رسولؐ کے متعلق مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جس سے مجھے نفع ہو اور جب میں خدا تعالیٰ کے سامنے جاؤں تو کہہ سکوں خدایا! یہ بات مجھے سفیان نے بتائی تھی۔ میری نجات ہو جائے اور اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہو فرمائیے گئے کھٹے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے اسی کی طرف سے شروع ہوا اور اسی کی طرف لوٹے گا۔ جو شخص اس کے خلاف اعتقاد رکھے وہ کافر ہے۔ ایمان قول، عمل اور نیت کا نام ہے اور کم و بیش ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ علی الاطلاق تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ موزوں پر مسج کرنا جائز ہے نمازیں بسم اللہ الرحمن الرحیم سر پڑھنا افضل ہے

لہ طبقات خفیر بحوالہ الباحث العلیہ ص ۱۶۹ ۱۷۰ منہاج السنہ ص ۴۶

تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ہر عادل یا ظالم بادشاہ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر کفار سے جہاد کرنا قیامت تک جاری ہے۔ ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ شعیب نے پوچھا تمام نمازیں ہر نیک اور بد کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں۔ بولے نہیں صرف نماز جمعہ اور نماز عید کا یہ حکم ہے۔ باقی نمازوں میں تمہیں اختیار ہے وہ اسی شخص کے پیچھے پڑھو جس کے سنت پر کار بند ہونے کا تمہیں یقین ہے جب خدا تعالیٰ کے سامنے جاؤ اور ان چیزوں کے متعلق تم سے دریافت کیا جائے تو صاف صاف کہہ دینا خدا یا! یہ باتیں مجھے سفیان ثوری نے بتائی تھیں پھر مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے الگ ہو جانا۔

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ عقائد میں آپ دوسرے ائمہ حدیث کے مسلک پر تھے۔ شیخین کو تمام خلفاء سے افضل سمجھتے تھے۔ حضرت عثمان اور حضرت علی سے کیا محبت کرتے تھے اگرچہ آخر میں حضرت عثمان کی فضیلت کے قائل ہو گئے تھے۔ جیسا کہ امام ابن جریر اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے حوالے سے اوپر لکھا ہے۔ اس کے علاوہ ایک بیان میں آپ نے فرمایا ہے "خلفائے راشدین پانچ ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا اعتقاد اس کے خلاف ہے اس کا قسم جاؤ اعتدال سے ڈگمگایا ہے۔"

صفات باری تعالیٰ کو آپ جملہ محدثین کی طرح بلا تاویل اور تشبیہ مانتے تھے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں۔
 قد ثبت هذا الامام مكتوبا من احاديث
 یعنی آپ بحکمت احادیث صفات کے لادی ہیں۔
 الصفات ومن هب فيها الاقتراد والا حواد
 اور آپ کا مسلک ان کو ظاہر پر رکھنا اور تاویل نہ کرنے کا تھا۔
 والكف عن تاويله

تاہم اللہ تعالیٰ کی معیت اور اس کے قرب کا مطلب آپ کے نزدیک معیت و قرب علمی ہے۔ آپ کو مرحلہ فرقہ سے جو ایمان کے بسیط ہونے کے قائل ہیں۔ اور اس میں کمی بیشی تسلیم نہیں کرتے سخت نفرت تھی۔ ایک دفعہ ان کا ایک آدمی مر گیا تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔

(باقی)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱۹ جلد اول ۲۔ الکواکب الدریہ ص ۲۰ بحوالہ المباحث العلویہ ص ۳۷۱ الملل والنحل لشہرستانی
 ص ۲۶ جلد اول طبع مصر ۱۹۲۲ ۳۔ کتاب العلل للذہبی ص ۱۲۷ ۴۔ طبقات ابن سعد بحوالہ مذکور۔